1۔ جوابِ شکوہ

ولادت: ۱۸۷۷ء

وفات: ۱۹۳۸ء

علامہ اقبال

www.ilmkidunya.com
www.ilmkidunya.com
www.ilmkidunya.com

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
آبا	آباواجداد	پیر گردوں	زُحل سیارہ جسے پیر فلک بھی کہا جاتا ہے۔
آئین	قانون، طریقہ	تاتار	تاتاری ، امنگول قوم جو بعد میں مسلمان ہوگئی
اَسرار	سر(راز) کی جمع	تارک	ترک کرنے والا
الحاد	مذہب سے بیزاری ، لادینی	خُم	صراحی
فاطر ہستی	ہستی (دُنیا) کا پیدا کرنے والا ، اللہ تعالی	دہر	دُنیا
فردا	آنے والا کل	رخت	سامان
فقر	درویشی اور قناعت	رضواں	جنت کا داروغہ

www.ilmkidunya.com

قدسی الاصل	اصل کے لحاظ سے مقدس اور پاک	سُکانِ زمیں	زمیں پر رہنے والے، سکونت رکھنے والے
قصور	قصر (محل) کی جمع	گِل	مٹی
کم	کمیت (quantity)	لوح و قلم	تختی اور قلم، مراد تقدیر
کَے	(کَے) ایرانی بادشاہان کا لقب	مخفی	خُفیہ، چُھپا ہوا
کیف	وہ شے جو تقسیم کو قبول نہ کرے جیسے سیاسی سفیدی	مسجود	جس کو سجدہ کیا جائے۔
گردوں	آسمان	ملائک	ملک (فرشتہ) کی جمع
تگ و تاز	بھاگ دوڑ	وضع	خلیہ، طریقہ
جذبِ باہم	باہمی جذبہ یا محبت	ہنود	ہندو کی جمع

www.ilmkidunya.com

جور	ظلم و ستم	سلف	(جمع : اسلاف) آباو اجداد
حجازی	حجاز (عرب) سے متعلق یعنی مسلمان	شعار	طریقہ
حکایت	کہانی ، واقعہ	شعور	سمجھ، عقل
حمیت	غیرت	حیدری	حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے متعلق

جواب شکوہ

1911میں علامہ اقبال نے اپنی شہرہ آفاق نظم شکوہ لکھی جس میں مسلمانوں کی شان وشوکت کے بعد ان کے زوال کا ذکر کیا ہے۔ اس نظم میں اقبال نے مسلمانوں کے زوال پہ ان کی زبانی اللہ تعالی سے شکوہ کیا ہے۔ جواب شکوہ انھوں نے 1913میں لکھی، جس میں شکوہ کا جواب دیا گیا ہے اور مسلمانوں کے زوال کے اصل اسباب کو قران

www.ilmkidunya.com

وسنت کی روشنی میں ترتیب واریان کیا گیا ہے۔یہی اس نظم کی خوبی ہے۔ لہذا، نظم پڑھانے شکوہ کے چند بند جماعت میں پڑھ کر سنا ہیں جا ہیں تاکہ طلبہ کو جواب شکوہ سمجھنے میں آسانی رہے۔

اشعار کی تشریح

شعر نمبر۔1

دل سے جوبات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے　　　قدسی الاصل ہے، رفعت پہ نظر رکھتی ہے

پر نہیں، طاقت پرواز مگر رکھتی ہے　　　خاک سے اٹھتی ہے، گردوں پہ گزر رکھتی ہے

عشق تھا فتنہ گرو سرک چالاک مرا

آسمان چیر گیا نالہ بیباک مرا

تشریح

www.ilmkidunya.com

علامہ اقبال نظم جواب شکوہ کے اس پہلے بند میں ابتدا اس بات سے کرتے ہیں کہ ہمیشہ اس بات کا اثر ہوتا ہے جو انسان پورے خلوص سے کرتا ہے جو دل کی گہرائیوں سے نکلتی ہے۔

علامہ اقبال جواب شکوہ کے اس نو بند میں فرماتے ہیں کہ جو بات دل سے نکلتی ہے۔ اس میں درد اور سوز ہوتا ہے لوگوں پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ اگرچہ باتوں کے پر نہیں ہوتے لیکن پر تاثیر باتوں میں رفتار کی طاقت موجود ہوتی ہے۔ وہ اڑ کر دنیا کے گوشے گوشے میں جاتی ہیں میں اللہ کا سچا عاشق ہوں اس لیے میرے عشق میں سرکشی اور فتنہ و فساد برپا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ میں نے اللہ تعالی کو مخاطب کرتے ہوئے جو فریاد کی۔ وہ آسمان کو چیر کر آگے نکل گئی۔

شعر نمبر۔2

پیر گردوں نے کہا سن کے، کہیں ہے کوئی　　　چاند کہتا تھا، نہیں، اہل زمیں ہے کوئی

بولے سیارے سر عرش بریں ہے کوہی　　　کہکشاں کہتی تھی پوشتدہ یہیں ہے کوئی

کچھ جو سمجھا مرے شکوے کو تو رضواں سمجھا

مجھے جنت سے نکالا ہوا انساں سمجھا

تشریح

شاعر کہتا ہے کہ جب اس کی فریاد کی رسائی عرس پر اللہ کے دربار تک ھوئی تو اس وقت مختلف قسم کی چہ مگویاں ہوییں میری فریاد سن کر بوڑھے آسمان نے کہا کہ یہاں کوئی موجود ہے۔ سیاروں نے خیال ظاہر کیا کہ کوئی عرش کے آس پاس موجود ہے اور فریاد کر رہا ہے۔ آسمان پر شمالا جنوبا سفید پٹی نے محسوس کیا یہاں کوئی چھپ کر بیٹھا ہے مجھے جنت کے داروغہ رضوان نے پہچان لیا کیونکہ یں اس کے ساتھ زندگی گزار چکا تھا اس نے آسمان والوں کو مطلع کیا کہ یہ تو وہ انسان ہے جو جنت سے نکالا گیا تھا

ہر کوئی یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ یہ آوار آہ وفغاں کیسی ہے مجھے اگر کسی نے پہچانا ہے تو وہ جنت کا داروغہ رضوان تھا جسو کو ملوم تھا کہ یہ جنت کا وہی پرانا باسی ہے اس کی پاداش یں جنت سے نکالا تھا۔

شعر نمبر۔3

تھی فرشتوں کو بھی حیرت کہ یہ آواز ہے کیا　　　　تا سر عرش بھی انساں کی تگ وتاز گیا

عرش والوں پہ بھی کھلتا نہیں یہ راز ہے کیا   آگئی خاک کی چٹکی کو بھی پرواز ہے کیا

غافل آداب سے سکان زمیں کیسے ہیں

شوخ و گستاخ یہ پستی کے مکیں کیسے ہیں

تشریح

شاعر نظم کے اس بند میں کہتا ہے اس کا نالہ عرش بریں تک پہنچا تو فرشتوں کو بھی حیرت ہوئی کہ آواز کہاں سے آئی۔ فرشتے بھی حیران تھے کہ یہ فریادی کون ہے اگر یہ زمین پر بسنے والا انسان ہے کیسے عرش تک پہنچ سکتا ہے وہ تو مٹی کا بنا ہوا پتلا ہے اس کے پر

بھی نہیں پھر وہ کیسے پرواز کر کے اور آسمان کو چیر کر عرش کے قریب پہنچ گیا۔ اور اس پر سکوں ماحول میں شور غل برپا کر دیا۔ ایسا لگتا ہے کہ زمین پر بسنے والا انسان بڑا بے ادب ہے۔ اور اس بستی کے باشندے شریر، گستاخ اور ادب کے اصولوں سے ناواقف ہیں۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ ان زمین کے باسیوں کو آسمان کے معلوم نہیں ہیں۔ اور یہ نیچے رہنے والے بہت ہی گستاخ واقع ہیں۔

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر۔4

اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے تھا جو مسجودِ ملائک یہ وہی آدم ہے؟

عالم کیف ہے، دانائے رموز کم ہے ہاں، مگر عجز کے اسرار سے نامحرم ہے

ناز ہے طاقت گفتار پہ انسانوں کو

بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

تشریح:

نظم کے اس بند میں شاعر نظم کا رتسلسل برقرار رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ انسان اگرچہ خاک کا بنا ہوا ہے اور زمین پر سکونت اختیار کی ہے لیکن اللہ تعالی نے اسے وہ مقام دیا ہے کہ وہ اس قدر نڑر اور بے باک ہے کہ اللہ تعالی سے ناراض ہے۔ عرش والوں نے میرے نالوں پر مزید اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ یہ انسان اتنا گستاخ اور بے ادب ہے کہ اللہ سے بھی ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔ کیا یہ وہی آدم ہے جس کو فرشتوں نے سجدہ کیا تھا۔ یہ تو نشے اور مستی کی حالت میں معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ عقل و ہوش سے بے بہرہ ہے۔ اس میں عاجزی اور خاکساری کا مادہ بھی موجود نہیں۔ خدا کے رو برو کیسی عاجزی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ انسان سے بے خبر ہے۔ یہ انسان سرف

www.ilmkidunya.com

گفتار کا غازی ہے اور اپنی خطابت پر غرور رکھتا ہے۔ لیکن اس بے وقوف کو بات کرنے کا طریقہ نہیں آتا کہ روبرو کیسے بات کی جاتی ہے۔

شعر نمبر۔ 5

آئی آواز غم انگیز افسانہ ترا   اشک بیتاب سے لبریز ہے پیمانہ ترا

آسماں گیر ہوا نعرہ مستانہ ترا   کس قدر شوخ ہے دل دیوانہ ترا

شکر شکوے کو حسن ادا تو نے

ہم سخن کر دیا بندوں کو خدا سے تو نے

تشریح:

نظم کے اس بند میں شاعر کہتا ہے کہ جب اس نے اللہ سے اپنا شکوہ بیان کیا تو جو غفور و رحیم ہے سننے والا اور مہربان ہے تو اس کی آئی کہ اے انسان ! تیرا غم اور دکھوں سے بھری کہانی بہت ہی بے چین کرنے والی ہے۔

www.ilmkidunya.com

اقبال فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں ابھی عرش والوں کی گفتگو جاری تھی کہ ایک پر ہیبت آواز نے سب کو خاموش کر دیا۔ اور مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ اے انسان ! تمہاری کہانی بہت المناک ہے۔ اور تمہاری آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی ہیں۔ تم نے جو مستانہ نعرہ لگایا ہے وہ آسمانوں کو چیر کر عرش تک پہنچا لیکن تیرے دیوانے دل نے تیرے لہجے میں گستاخی اور بے ادبی پیدا کی ہے۔ اس لیے عرش والے حیران ہو رہے ہیں۔ اسے انسان ! تم نے اپنی شکایت احسن طریقے سے مجھے پہنچا دی ہے اور تم نے خدا اور بندے کو ہمکلام کرنے کا کارنامہ انجام دیا ہے۔

شعر نمبر-6

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں　　تربیت عام تو ہے، جوہر قابل ہی نہیں

راہ دکھلائیں کسے؟ رہرو منزل ہی نہیں　　جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گل ہی نہیں

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں

ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

www.ilmkidunya.com

تشریح:

اس بند میں شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالی انسان کو یہ احساس دلاتا ہے کہ میں تو رب العالمین ہوں اور ہر وقت تیری طرف متوجہ ہوں مگر اے انسان ! تجھے مجھ سے مانگنے کی توفیق نہیں ہے۔

اللہ تعالی نے علامہ اقبال کے نالوں کا جواب دیتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا میں کریم ہوں اور ہر وقت رحم اور فضل کرتا ہوں۔ لیکن کوئی مجھ سے، رحم اور فضل طلب نہیں کرتا۔ میں کس کی رہنمائی کروں جبکہ منزل کی طرف کوئی سفر کرنے والی نہیں۔ عام لوگوں کی تربیت کی گئی ہے۔ سب کو پتہ ہے کہ ہماری ذمہ داری کیا ہے۔ لیکن کوئی باصلاحیت فرد ہی موجود نہیں۔ یہ وہ مٹی نہیں جس سے آدم میں آدمیت پیدا ہو جائے۔ ہم قابل اور باصلاحیت فرد کو ایران کے بادشاہوں جتنی عزت اور مرتبہ عطا کرتے ہیں اور جو لوگ نئی دنیائیں تلاش کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ہم اُن کو نئی دنیا بھی عطا کرتے ہیں۔

شعر نمبر 7

ہاتھ بے زور ہیں، الحاد سے دل خوگر ہیں بت شکن اٹھ گئے، باقی جو رہے بت گر ہیں

اُمتی باعث رسوائی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تھا براہیم علیہ اسلام پدر اور پسر آزر ہیں

بادہ آشام نئے، بادہ نیا، تم بھی نئے

حرم کعبہ نیا، بت بھی نئے، تم بھی نئے

تشریح:

آج کے مسلمانوں میں قوت اور طاقت نہیں سب بے دینی کی طرف مائل ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے امتی اپنے پیغمبر کی رسوائی کا باعث بن رہے ہیں۔ جو میری توحید کی خاطر لڑتے تھے اور بتوں کو فاش فاش کرتے تھے وہ اس دنیا سے اٹھ گیے ہیں۔ اور جو مسلمان دنیا میں موجود ہیں وہ بت بنانے والے ہیں 'تمہاری شراب 'شراب کے پیالے اور شراب کے خم وہ نہیں ہیں جو پہلے تھے۔ تم نے بیت اللہ کو پشت ڈال اپنے لیے کعبے تلاش کر لیتے ہیں۔ تم نے خداوں کی عبادت میں مصروف ہو۔ تم بالکل نے اور بدلے ہوے لوگ ہو۔ تمہارے باپ دادا کی مثال ابراہیمؑ جیسی تھی۔ اور تم آزاد ہو۔

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر۔8

صفحہ دہر سے باطل کو مٹایا کس نے؟ میرے کعبے کو جبینوں سے بسایا کس نے؟

نوع انساں کو غلامی سے چھڑایا کس نے؟ میرے قرآن کو سینوں سے لگایا کس نے؟

تھے تو آباد تمھارے ہی ،مگر تم کیا ہو؟؟

ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فراد ہو!

تشریح:

نظم ”شکوہ “ میں اقبالؒ نے اللہ تعالی سے جو گلا کیا تھا کہ تیری اس دنیا سے مسمانوں نے ہی کفر کو مٹایا اور جہالت کی غلامی کو ختم کیا ،تیرے کعبے کو آباد کیا اور تیری کتاب کو انہی نے سینوں میں محفوظ کیا تھا۔ اللہ تعالی نے اقبالؒ کو مخاطب کرتے ہوئے فرید فرمایا تمہارا یہ دعوی بالکل غلط اور لغو ہے کہ ہم نے باطل کے خلاف لڑ کر اسے صفحہ ہستی سے مٹایا تھا اور انسانیت کو غلامی سے نجات دلائی تھی۔ تمہاری یہ بات بھی درست نہیں کہ تم نے اپنی سجدوں سے کعبے کو زینت بخشی تھی۔ اور میرے قرآن کو سینوں سے لگا کر اس کے احکامات کی پیروی کی تھی۔ یہ

www.ilmkidunya.com

کارنامہ انجام دینے والے تمہارے آباو اجداد تھے۔ بتاؤ تم نے کیا کیا۔ تم تو بیکار اور نکمے ہو اور آنے والے کل کے منتظر رہتے ہو۔

شاعر نے آخری مصرے میں محاورے کا استعمال کیا ہے کہ تم تو ہاتھ پر ہاتھ دھر کے (ہاتھ پر ہاتھ دھرنا) بیٹھے ہو' یعنی بالکل بے کار بیٹھے ہو اور آنے والے کل کے انتظار میں بیٹھے ہو کہ اللہ نے جو تقدیر میں لکھ دیا ہے بس وہی ملے گا' خود سے کوئی کام یا جستجو نہیں کر رہے ہو۔

شعر نمبر۔9

کیا کہا؟بہر مسلماں ہے فقط وعدۂ حور شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعورر!

عدل ہے فاطرِ ہستی کا ازل سے دستور مسلم آئیں ہوا کافر تو ملے حور و قصور

تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں

جلوۂ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں

تشریح:

www.ilmkidunya.com

تم کس منطق کے تحت یہ کہہ رہے ہو کہ کافروں کو دنیا میں حوریں دی گی ہیں۔ اور مسلمان کے ساتھ حور کا صرف وعدہ کیا گیا ہے۔ اگر کوی بے جا شکایت بھی کاتا ہے تو اس کے لے لازم ہے کہ وہ شکایت کانے سے پہلے عقل سے کام لے کر خوب سوچ سمجھ کر شکایت کرے۔ شروع سے عدل و انصاف اس دنیا کے قانون میں شامل ہے۔ جب ہم نے دیکھا کہ غیر مسلم اسلامی آبین کی پابندی کر رہے ہیں تو ہم نے دنیا میں حوریں اور محلات انہیں عطا کر دیے۔ اگر ہم ایسا نہ کرتے تو یہ عدل و انصاف کے خلاف ہوتا مسلمانوں میں ایسا کوی نظر نہیں جو اس جلوے کی حقیقت سے پردہ اٹھالے۔

تم مسلمانوں کو زندگی گزارنے کے لیے جو قانون (قرآن و سنت) اور اصول دیے گیے تھے۔ انھیں کفار نے اپنایا اور اس پر عمل کیا اور یہی وجہ ہے ان کو دنیا ہی میں خوبصورت عورتیں اور عالیشان محلات مل گیے اور چونکہ تم نے میرے بھیجے گیے قانون سے انحراف کیا اس لیے ان تمام کرامات سے محروم رہے۔

شعر نمبر۔10

تو نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے نشہ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے

کشتی حق کا زمانے میں سہارا تو ہے

عصر نو رات ہے' دھندلا سا ستارا تو ہے

تشریح:

علامہ اقبالؒ نے نظم "شکوہ" میں مسلمانوں کی زبوں حالی اور خوار ہونے کا گلا کیا تھا اور اس دور میں ایران بھی مغربی قوتوں کے زیر اثر تھا اور اقبال چونکہ وطنیت سے زیادہ ملت کے وجود کا قائل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اس بند میں مسلمانوں کی ہمت بندھائی ہے۔

اے مسلمان! تمہارا وجود ایران کے مٹ جانے سے نہیں مٹ سکتا۔ شراب کے نشے کے لیے شراب خانے کی ضرورت نہیں تو کسی خاص ملک کا وارث نہیں۔ جو اللہ کا ملک ہے وہ تمہارا ملک ہے۔ یہ بات ظالم اور اسلام دشمن تاتاریوں کی کہانی سے واضح ہو گئی ہے کہ بتوں کے پوجنے والے کعبے کے نگہبان بن گے۔ یہ تیری ذمہ داری ہے کہ سمندر کی موجوں میں تو حق کی کشتی کا سہارا بنے۔ موجودہ زمانے میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے اور تو اس اندھیرے میں ایک دھندلے ستارے کی مانند ہے۔ تو اگر چاہے تو اس رات کو روشن کر سکتا ہے۔ شاعر کہتا ہے مسلمانوں! تم ہی

www.ilmkidunya.com

دنیا میں اللہ تعالی کے پیغام اور اس کے نام کو پھیلانے کے مجاز ہو۔ اگر آج کا زمانہ ایک رات کی طرح ہے تو تم اس صبح کے وقت چمکنے والے ستارے کی مانند ہو جو دنیا کو ایک نئی سحر کی نوید دیتی ہے۔

شعر نمبر۔11

مثلِ بو قید ہے غنچے میں، پریشان ہو جا   رخت بر دوش ہوائے چمنستاں ہو جا

ہے تنک مایہ، تو ذرے سے بیاباں ہو جا   نغمہء موج سے ہنگامہ ء طوفان ہو جا

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر ے میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کر دے

تشریح:

اقبالؒ نے مسلمانوں کو اس خوشبو سے تشبیہ دی جو کلی میں بند ہو۔ خوشبو کی پہچان تب ہی ہوتی ہے جب وہ کلی سے باہر نکل آئے۔ اس لیے اقبالؒ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم بھی ایک وطن کے حصار سے نکل کر پوری دنیا میں ایک مسلم ملت کی حیثیت سے ابھر اور اخوشبو کی طرح چمن کی ہواوں پر سوار ہو کر پوری کا نات میں پھیل جاو۔

www.ilmkidunya.com

جس طرح خوشبو غنچے میں بند ہوتی ہے اسی طرح تو بھی اپنے خول میں بند ہے۔ اس خول سے نکل کر منتشر ہو جاو اور سامان سفر اپنے کاندھے پر ڈال کر چمن کی ہوا کی طرح ہر طرف چھا جاو۔ تو بے حیثیت نہیں اگر تو چاہے تو بیانان بن سکتا ہے موج کے ہلکے سے نغمے کو طوفان کے ہنگامے میں تبدیل کرو یہ تو عشق کے زور سے کر سکتا ہے۔

اگر دل میں میرا سچا عشق ہے۔ تو پست کو بلند کر سکتا ہے اور دنیا کو محمد ﷺ کے نام سے منور کر سکتا ہے۔

مسلمان اب بھی اگر اللہ تعالی اور حضرت محمد ﷺ سے حقیقی عشق کی قوت سے مالا مال ہو جائے تو اس کے زور پر وہ مسلمانوں کو پستی سے نکال کر آسمان کی بلندیوں پر پہنچا سکتا ہے اور پوری دنیا کو حضرت محمد ﷺ کے اسوہ حسنہ کے بل پر روشن کر سکتا ہے اس لیے اے مسلمانوں ! اٹھو اور اس دنیا کو محمد ﷺ کے اسوہ کامل سے دنیا کو منور کر دو۔

شعر نمبر۔12

ہر کوئی مست ذوق تن آسانی ہے   تم مسلماں ہو یہ انداز مسلمان ہے؟

حیدری ؓفقر ہے، نے دولت عثمانی ہے   تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر

www.ilmkidunya.com

اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

تشریح:

اے مسلمان! تو ست، کاہل اور بیکار ہے۔ تم اپنے آپ کو کیسے مسلمان کہہ سکتے ہو۔ تمہارے طور طریقہ اور وضع قطع مسلمانوں جیسا نہیں تم میں نا تو حضرت علیؓ کی طرح بے نیازی اور فقر موجود ہے۔ اور نا حضرت عثمان کی طرح سخاوت، تم اپنے بزرگوں کی برابری کا دعوی کیسے کر سکتے ہو جبکہ ان کی ایک بھی عادت تم میں موجود نہیں۔ تمہارے بزرگ پکے مسلمان تھے اور اقوام عالم میں سب سے زیادہ معزز تھے۔ جبکہ تم نے قرآن کے احکامات سے روگردانی کی اس لیے زمانے سے ذلیل و خوار ہوئے۔

شعر نمبر۔13

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تری　　　مرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تری

ماسوا اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری　　　تو مسلمان ہو تو تدبیر تری

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا اگر تو ہم تیرے ہیں

www.ilmkidunya.com

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قلم و تیرے ہیں

تشریح:

یہ نظم "جواب شکوہ" کا اخری بند ہے جس میں علامہ اقبالؒ اس نظم کا نچوڑ (حاصل کلام) پیش کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ان کی اصل طاقت اور ہتھاروں کے بارے میں بتاتے ہیں کہ اے مسلمان ! تیری دانائی اور سمجھ تیرے لیے ڈال اور عشق رسول ﷺ تلوار کی مانند ہے۔

اس شعر میں اللہ تعالی مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے اے مسلمان ! اللہ سے سچا عشق ہی تیرا ہتھیار ہے۔ اور تو اپنی حفاظت عقل سے کر سکتا ہے۔ اے میرے فقیر بندے ! تو پوری دنیا کا وارث ہے اور پوری دنیا کا خلیفہ ہے۔ تیری تکبیر کی آوازیں کافروں کے لیے آگ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر تو واقعی مسلمان ہے تو تو اپنی تقدیر کو بدل سکتا ہے۔ اگر تو نے اپنے پیغمبر ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کا ارادہ کیا تو میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گا اور اس دنیا کی خلافت تو بہت معمولی سے ہے۔ میں لوح و قلم کو بھی تیرے اختیار میں دے دونگا۔

اقبالؒ نے اپنی بات ایک نقطے پر مرکوز کرتے ہوئے کہا کہ اے مسلمان ! اگر تو نے صحیح معنوں میں حضرت محمد ﷺ کی وفا داری یعنی اصل معنوں میں اطاعت اختیار کی تو یہ دنیا اور اس کی موجودات تو بہت حقیر لوح و قلم یعنی وہ تختی جس پر تقدیر لکھی ہے اور وہ قلم جس سے تقدیر لکھی جاتی ہے یہ دونوں اللہ تعالی تجھے عطا کرے گا۔

www.ilmkidunya.com
www.ilmkidunya.com
www.ilmkidunya.com